Kulliyat-e Jur'at
ed. by Iqtida Hasan
Naples
Istituto Universitario Orientale
1971
vol. 2 of 3

خوبیِ قسمت کی کہیں کیا بخدا   ظلم سہنے کا مزا جب کہ پڑا
پاس سے تب وہ ستمگر ہی گیا

پھیر کر منہ کو جو وہ سونے لگا   مارے خطرے کے میں جی کھونے لگا   ۸
وہ تو ہنستا تھا یہ میں رونے لگا   مجھ سے آزردہ جو وہ ہونے لگا
تھی فقط چھیڑ یہ میں ڈر ہی گیا

سبزہ رنگ اب جو گیا وہ واللہ   اُس کے بس جاتے ہی لی عیش نے راہ   ۹
چھا گئی چہرے پہ سبزی ناگاہ   جرأت اب کیونکہ بچے جان کہ آہ
زہرِ غم دل میں اثر کر ہی گیا

مخمّس دوازدہم

شہر آشوب در ہجوِ نو شاعران بالخصوص ظہور اللہ خاں نوا

اب اُن کو دے شفقِ چرخ شالِ نارنجی   بنا جو کرتے تھے لیل و نہار شطرنجی   ۱
یہ دیکھ کیونکہ نہ اُلجھے بخانۂ تن جی   ظہورِ حشر نہ ہو کیوں جو کِلپچڑی گنجی
حضورِ بلبلِ بستاں کرے نوا سنجی

ٹکڑگداؤں کو دے چرخ منصبِ شاہی   جو گھس کھدے ہوں وہ اوڑھیں دوشالہ کاہی   ۲
ستم ہے پائے جو دھینور مراتب و ماہی   غضب ہے چھندکی مادہ بھی ہو کے جب واہی
حضورِ بلبلِ بستاں کرے نوا سنجی

کریں ہیں ریختہ گوئی کا قصد قصباتی   مصوّری کا لگے کام کرنے اب کھاتی   ۳
غرض یہ بات ہے اندھیر کی نظر آتی   کہ پہنچی ہو شیاما زراہِ بدذاتی
حضورِ بلبلِ بستاں کرے نوا سنجی

لگا کے بیٹھے تھا جو خوانچہ کہاں سے ہے خاں   بڑا گھر اُس کا ہے بیت الخلا تھا جس کا مکاں   ۴
نشستِ قصرِ بلند اب دکھائے ہے دریاں   عجب ہے سوکھی سی ڈھڈو بھی کھول کر جو زباں
حضورِ بلبلِ بستاں کرے نوا سنجی

٥ پھریں ہیں کفشِ مغرق زری کے پہنے چمار   طعام کرنے لگے ظرفِ نقرئی میں کہار
وہ شعر کہتے ہیں جو ڈھونڈتے تھے موئے زہار   بڑا ہے قہر کہ جب ابلقا بھی لیل و نہار
حضورِ بلبلِ بستاں کرے نواسنجی

٦ جو خاکروب تھے اب اُن کا عرش پر ہے دماغ   جو مفلسِ ازلی تھے انہیں ہے عیش و فراغ
جو گلفروش تھے اب ہیں وہ مالکِ صد باغ   یہ کاؤں کاؤں خوش آوے کسے جو بادہ زاغ
حضورِ بلبلِ بستاں کرے نواسنجی

٧ سپہرِ نیلی بے مہر کیا ہے یہ اندھیر   سیاہ گوش یہ چاہے کہ لوں پلنگ کو گھیر
ہو دُم کٹی ہوئی روباہ بھی مقابلِ شیر   چلن یہ دیکھ کے طوطا بھی کیوں نہ آنکھیں پھیر
حضورِ بلبلِ بستاں کرے نواسنجی

٨ اُڑانے باز وہ جاتا ہے ہر قدم پہ اکڑ !   پھرے تھا بیچتا نیچے بیئے کے جو دھیڑ (کذا)
جو بڑتلے کا تھا بُھنتا کرے ہے اب بڑبڑ   سخن کی قدر تو ڈوبی جب آ کے جل کوکڑ
حضورِ بلبلِ بستاں کرے نواسنجی

٩ دیا سلائی جو بیچے تھا یا کہ سرکنڈا   ہوا وہ صاحبِ لشکر بنا کے اک جھنڈا
ہوائے باغِ جہاں سے ہو کیوں نہ دل ٹھنڈا   جو مرغِ ٹینی کا بچہ گھٹکتے ہی انڈا
حضورِ بلبلِ بستاں کرے نواسنجی

١٠ جو بیچ کھاتے تھے کنجشک دام میں لا کے   کریں ہیں عرش پہ پرواز اب وہ چڑیا کے
جو ہو مقابلِ شہبازِ الفی اک آ کے   تو جو ردکوّے کی کویل بھی کیوں نہ چلا کے
حضورِ بلبلِ بستاں کرے نواسنجی

١١ چھری کٹاری بتاتے ہیں اب وہ قرّمِ ساق   دیا ہے ہاتھ میں ہتھیار جن کے کر کر چاق
یہ طرفہ بات ہے اے وائے چرخِ کہنہ رواق   کہ اک پرانا سا سوکھا لگا لٹورا قاق
حضورِ بلبلِ بستاں کرے نواسنجی

١٢ اب اُن کو طائرِ معنی کے صید کی ہے تلاش   کہ نتھ پہن کے تھی کوّے پکڑنی جن کی معاش
اکڑ کے مسندِ خانی پہ بیٹھے جب فرّاش   تو کیوں نہ قصرِ ہتھورا کی ادھ موئی خفاش

حضورِ بُلبُلِ بُستاں کرے نوا سنجی

وہ بیر و نجات کے کیا ریختہ کہیں ابتر   کہیں بروٹھا، جو ڈیوڑھی کو، درمیاں بھیتر ۱۳
زبانِ آبِ سخن سے جب ایسوں نے کی تر   تو کیوں نہ قدرتِ حق دیکھ جنگلی تیتر
حضورِ بُلبُلِ بُستاں کرے نوا سنجی

حساب میں اب انہوں کی تو شاعری ہی رہی   بیاضِ گردنِ جاناں جو باندھ لائیں بہی ۱۴
نگہ پکڑنے کو جو ریختہ میں بولیں کبھی   تو اس سند کو پکڑ کیوں نہ چھپے سے جہی
حضورِ بُلبُلِ بُستاں کرے نوا سنجی

سمجھتے خاک نہیں سانڈے کے جو تیل سوا   حکیم جی وہ کہاویں سب اُن سے پوچھیں دوا ۱۵
چلے جب ایسی حماقت کی اس چمن میں ہوا   تو کیوں نہ پھر سرو گردن ملا ملا کے نوا
حضورِ بُلبُلِ بُستاں کرے نوا سنجی

جو ہیں دلیر اب اُن کو ہے پاسِ حُرمت سخت   ہر ایک گھورے ہے نامرد اُن کو ہو کے کرخت ۱۶
ارنڈ چاہے جو کہلائے میوہ دار درخت   تو رنگ دیکھ کے یہ کیوں نہ ٹُنٹنا کم بخت
حضورِ بُلبُلِ بُستاں کرے نوا سنجی

خلش دیا شرفا نے تو صاف دل سے اُڑا   وہ نوک جوک کرے ہے سینے تھا جو ہنسا ۱۷
جو اُلجھے شیر کے پنجے سے آ کے پیچ رنگا   تو پھر بہ کج روشی کیوں نہ بڑھ مُوا اچپلا
حضورِ بُلبُلِ بُستاں کرے نوا سنجی

گدھوں پہ لادتے تھے جو پزاوے کی مٹّی   سوار ترکی و تازی اب اُن پہ ہیں بھٹّی ۱۸
بہ جنگِ رستم وقت آئے جب زنِ کٹّی !   تو جُفتی کھا کے نہ پھر ٹینجڑی سی کیوں چٹّی
حضورِ بُلبُلِ بُستاں کرے نوا سنجی

جنہوں کے گھر تھی امارت گھر اُن کا ہے سُونا   بنی گھر اُس کے عمارت جو نیچے تھا چُونا ۱۹
یہ دیکھ تھا جو رزالا اچھل گیا دُونا   لہُو نہ غنچہ پیئے اپنا کیوں جو بالُونا
حضورِ بُلبُلِ بُستاں کرے نوا سنجی

وہ لکھ پتی ہوئے اب لے کے چٹ مٹی کے کروڑ   جو ایک پیسے پہ دیتے تھے نیل کنٹھ کو چھوڑ ۲۰

کہیں سُنا ہے کہ طوطے کا ہو ہر یوا تو ڑ　　جو بووے یوں تو نقر نول کیوں نہ کرکے سکوڑ
حضورِ بلبلِ بُستاں کرے نوا سنجی

۲۱ وہ آنکھیں بدلے ہے جو پتلیاں نچاتا تھا　　بِلاتا نظریں ہے وہ جس نے رنڈیاں دیں مِلا
جو سمجھے آپ کو خوش لہجہ سارس و گرڑ پا　　تو کس طرح سے نہ پھر کِلکلا کے نچلا وا
حضورِ بلبلِ بُستاں کرے نوا سنجی

۲۲ معاملات میں اب اعتبار اُس کا ہے　　کہ جس کو کہتے تھے پدّی کی غمانی کیا ہے
جو پودنا کہے ہوں میں ہمائے عنقا ہے　　تو سوکھی پدڑی بھی پھر اس کا کیا اچنبھا ہے
حضورِ بلبلِ بُستاں کرے نوا سنجی

۲۳ عبث عدو کو ہے جرأت سے ہمسری کا خیال　　کہ بھولے اپنی بھی کو ا چلے جو ہنس کی چال
کہو یہ بات اُڑا دے حسد کو جی سے نکال　　ہنسے گُل اُس پہ جو بھُدکی پھُلا پھُلا پر و بال
حضورِ بلبلِ بُستاں کرے نوا سنجی

مخمّس سیزدہم
در ہجوِ کریلا نقّال

۱ بوہائے نے اِک بھانڈنی کو پا کے اکیلا　　ٹانگوں کو اُٹھا بست میں آلت کو جو پیلا
نکلی اُسے بھی باو تو گھبرا کے وہ خیلا　　فرج اپنی میں رکھنے لگی اک موٹا سا کیلا
نکلا ہے سو کیلا وہی اب ہو کے کریلا

۲ از بس کہ اُسے باہ کا شدت سے ہے توڑا　　جورو یہ کہے ہے کہیں مرجائے نگوڑا
آخر کو نہ سمجھی اُسے اپنا جو وہ جوڑا　　دروازے میں جُفتی کے لیے باندھا ہے گھوڑا
ججمانوں سے وہ مانگتا پھرتا ہے مہیلا

۳ بیٹی کے تئیں اُس کی جو اک رات میں پایا　　یہ مارے غچا کے کہ نلا اُس کا ٹلایا
اُس وقت جو اُس بھڑوے نے غُل آکے مچایا　　تو نیچے سے اُس چینچی نے نخرا یہ سنایا
کیا موذی نے کڑیال میں مارا ہے غلیلا